₹ 25
MAY 2014

دارالعلوم غریب نواز کا دینی و علمی ترجمان

BATHA
Urdu Monthly

تعلیم.....اور عصر حاضر کے طلبہ و اساتذہ کا پس منظر

مولانا اسید الحق قادری بدایونی علیہ الرحمہ اور فروغ رضویات

اکابرین اہل سنت اختلافات کا سد باب کیوں نہیں کرتے؟

خانقاہوں، تنظیموں اور اداروں کے درمیان مفاد پرستی کی جنگ جاری - خاتمہ کب ہوگا؟؟؟

سب سے زیادہ افسوس اہل سنت و جماعت کے ان سنجیدہ علماء اور مشائخ پر ہے جو ان دنوں مرکزوں میں جاری بے راہ روی کا مشاہدہ کررہے ہیں اور خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ آخر مرکز اہل سنت کی آبرو اور مرکزی تعلیمی ادارہ کے ناموس کا سودا کب تک ہوتا رہے گا؟

اہل سنت و جماعت کے اندر خودغرضی کی گرم بازاری اور اعلیٰ منصبوں پر فائض نااہلوں کی بہتات کو دیکھ کر ایک دانشور کا یہ قول یاد آرہا ہے کہ انسان اپنے اوصاف سے ہی عظیم بنتا ہے اپنے خاندان یا اونچا عہدہ حاصل کرلینے سے نہیں۔ کیونکہ اونچے مینار پر بیٹھ جانے سے کوّا عقاب نہیں بن جاتا بلکہ وہ کوّا ہی رہتا ہے۔

مدیر اعلیٰ:
احمد حسن رضوی القادری
فاضل جامعہ نظامیہ، ریسرچ اسکالر حیدرآباد یونیورسٹی

مشمولات

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں

شیر بنگال علامہ محمد مقیم الدین انواری قدس سرہ

ایک تعارف

حافظ محمد ساجد رضا قادری رضوی ☆

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

میانہ قد وقامت، رنگ گورا، آفتابی چہرہ، پرکشش چمکدار آنکھیں، ابرو ہلالی خط کشیدہ، کشادہ پیشانی، گھنی وابیض داڑھی، سر پر قدر خمدار زلف، الفاظ و معانی کی یہ مختصر تصویر حضرت علامہ مولانا محمد مقیم الدین انواری ملقب بہ ''شیر بنگال'' نور اللہ مرقدہ کی ہے، ظاہری حسن جس قدر دیدہ زیب اور پرکشش تھا، باطن بھی اس سے کہیں زیادہ صورت و معنی سے آراستہ تھا، چنانچہ آپ ایک متبحر عالم دین دیدہ ور مفتی، تجربہ کار مناظر، سحر طراز خطیب، سخن پرور شاعر، ان پر مستزاد یہ کہ آپ ایک عاشق رسول تھے۔

پیدائش اور تعلیم و تربیت:
ضلع مالدہ چانچل ڈویژن کی ایک گمنام بستی، گورکھپور، میں آپ تقریباً ۱۹۳۳ء کو پیدا ہوئے، والد ماجد کا نام شیخ مدار بخش تھا، مادری زبان بنگلہ کی تعلیم چھ کلاس تک گاؤں کے اسکول میں ہوئی تھی کہ والدین کریمین کے دل میں ایک پاکیزہ ارمان جاگا، ایک خواہش پیدا ہوئی کہ بیٹا پڑھ لکھ کر عالم دین بن جائے تو زہے نصیب! چنانچہ اسی خواہش کی تکمیل کے لئے تعلیم و تربیت کا رخ اسکول سے موڑ کر دینی مدارس کی طرف کر دیا اور علاقے کا مشہور قدیم ادارہ مدرسہ انواریہ اشرفیہ شیتل پور مبارکپور میں داخلہ کرا دیا گیا۔ یہیں سے آپ کی دینی و علمی زندگی کی شروعات ہوتی ہے، قاعدہ بغدادی سے پڑھنا شروع کیا تو پڑھتے ہی چلے گئے، کبھی پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھا، قرآن کریم کے بعد صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں، یوسف زلیخا اخلاق محسنی، انور سہیلی، دیوان حافظ دیوان ہلالی اور دیوان غنی وغیرہ کو ہر فن مولا حضرت مولانا محمد زین الدین لطیفی مسکین پوری اور مولانا محمد تسلیم الدین صاحب دربھنگوی نور اللہ مرقدہم سے پڑھیں۔

پھر ان اساتذہ کی ایماء و اشارے پر آپ ۱۹۵۱ء کو جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کٹیہار میں آ گئے، یہاں پر متواتر چار سال تک ملک العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہار علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل کیا، حضرت فاضل بہار علیہ الرحمہ اپنے شاگردوں کی دستار بندی بریلی شریف سے کرواتے تھے، اس لئے آپ اپنے استاد کے حکم پر چند رفقائے درس کے ہمراہ بریلی شریف میں وارد ہوئے بعض نے مظہر اسلام میں، سال بھر بھی با فیض اساتذہ سے اخذ علوم نہیں کر پائے تھے کہ ۱۹۵۶ء کو نیابت نبوی ﷺ کی دستار سر پہ سجادی گئی، لیکن فراغت کے بعد آپ فوراً عازم وطن نہیں ہوئے، کیونکہ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری قدس سرہ نے آپ اور آپ کے رفقاء درس کے لئے بڑی محبت سے علم فرائض پر مشتمل کتاب مرقات ترتیب دی تھی، اس لئے اس کو پڑھ کر مہارت حاصل کرنے کے بعد ہی مستقل عازم وطن ہوئے، یہاں پر اپنے استاذ و مربی مولانا تسلیم الدین صاحب کے حکم پر کلکتہ بورڈ سے فاضل کا امتحان دیا، جس میں آپ اعلیٰ نمبر سے کامیاب ہوئے۔

ھستی کے پوشیدہ خزانے: تعلیم و تعلم کے بعد جب علماء مسند درس و تدریس پر جلوہ آرا ہوتے ہیں تب ہی ان کے علم و فن کے جوہر کھلتے ہیں، اور خوبیاں بے نقاب ہوتی ہیں، چنانچہ حضرت شیر بنگال علیہ الرحمہ نے جب بزم تدریس کو آراستہ کیا تو ہستی کے

☆ جگناتھ پور، بارسوئی، کٹیہار (بہار)

پوشیدہ جو ہر سامنے آئے کہ آپ نے دوران تعلیم سیپیاں نہیں چنے تھے بلکہ علم وفن کی موتیاں چن کر دامن میں بھر لئے تھے، معقولات و منقولات پر خاصہ عبور حاصل تھا، لغت وادب بیان وبلاغت، ریاضی و توقیت اور علم فرائض پر مہارت تامہ حاصل تھی، چنانچہ آپ کا قد علم وعمل کے میدان میں نہایت بلند تھا، اسی وجہ کر آپ اپنے دیار پر بہار میں علمی ودینی اعتبار سے حل المشکلات اور مرجع علماء وعوام تھے، یہاں پر میرے اس دعویٰ کی دلیل کے لئے بطور نمونہ آپ کے صرف ایک معاصر کی شہادت ہدیہ بصارت فرمالیجئے، تا کہ آپ کی ہمالیاء علم وفضل کا کچھ اندازہ ہو سکے، لہٰذا حضرت علامہ مفتی محمد طفیل احمد رضوی بانی و ناظم دارالعلوم منظر اسلام بچپاری فرماتے ہیں: مولانا ایک جید عالم دین، حامی سنت تھے، بہت ہی نیک دل اور خلوص للّٰہیت کے عظیم پیکر تھے، انہوں نے تقویٰ شعار زندگی بسر فرمائی، میں نے فرائض کے مشکل مقامات کا حل آپ ہی سے کیا۔"

دینی خدمات و کارنامے! اسلامی خطابت کا آغاز رسول اللہ ﷺ سے ہو گیا تھا، آپ نے اپنی بے مثل قادر الکلامی اور معجز بیانی کی سحر آفرینی سے مردہ دلوں میں زندگی کی روح پھونک دیں، بھٹکی ہوئی قوموں کو راہ راست پر لایا، کفر وبت پرستی سے نجات دلا کر انسانیت کو خدا پرستی میں لگا دیا، اور کائنات دل کی اجڑی بستیوں کو ایمان ویقین کے نور سے منور کر دیئے، چنانچہ خطابت ایک قیمتی فن ہے اس کو رسول خدا ﷺ کے بعد اولیاء امت وعلماء مصلحین نے اپنایا اور اس کے ذریعہ سے انہوں نے دین وایمان کا دفاع اور کفر وباطل کی دھجیاں بکھیر دیں، یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

لہٰذا حضرت شیر بنگال قدس سرہ نے بھی اسی فن کے ذریعہ وہابی ودیوبندی وغیرہ کے ردوابطال اور اہل سنت کی نشر واشاعت کے فرائض انجام دیئے، روزنامچہ، رسائل وجرائد کا مطالعہ اور کتب بینی کا ذوق حاصل تھا، جس کے ذریعہ سے عالمی منظر نامہ پر گہری نظری تھی، زبان وبیان پر دسترس وقابو تھا، اور تعبیرات وتمثیلات پر ملکہ رکھتے تھے، بلکہ بنگلہ واردو زبان وبیان سے متعلق یہ قول مشہور ہے کہ اگر چہ آپ کی پیدائش بنگال میں ہوئی لیکن زبان ڈھاکہ ولکھنو کی پائی تھی، آپ کی خطابت، فکر واعتقاد کی درستی، بدمذہبوں کی تردید اور اصلاح معاشرہ وغیرہ موضوعات کے محور ومرکز پر گردش کرتی تھی، خطابت کا اثر بھی ہوتا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ خطیب سے "مناظر" بھی بن گئے۔

شیر بنگال بحیثیت مناظر! ایک مرتبہ سرزمین دیناجپور تپن تھانہ میں آپ نے وہابیت شکن تقریر فرمائی تو اہالیان وہابیہ کے سینے پر سانپ لوٹ گیا، اور مناظرہ کا چیلنج دے دیا، آپ نے بھی بغیر کسی خوف کے چیلنج قبول کر لئے اور سلطان المناظرین حضرت علامہ مفتی محمد رفاقت حسین رضوی اور حضرت علامہ مفسر اعظم ہند بریلوی علیہ الرحمہ کو دعوت دی، دونوں بزرگ تشریف لائے، لیکن مفسر اعظم نے آپ سے فرمایا: مولانا یہ آپ کا علاقہ ہے اور آگے آپ ہی کو سنبھالنا ہے اس لئے آج مناظرہ آپ کریں گے اور ہم دونوں معاون کی حیثیت سے رہیں گے"۔ چنانچہ آپ نے جب تھوڑی سی ردوقدح کے بعد حامی بھر لی تو دونوں بزرگوار نہایت خوش ہوئے۔

آپ ابھی نئے فارغ التحصیل تھے اور علم ومعلوم بھی تازہ تازہ تھا، اگر چہ مناظرہ کا تجربہ نہیں تھا، لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ کے ایک ہی سوال پر دیوبندی مناظر اختر حسین بھاگلپوری ساکت ومبہوت ہو گئے، مناظرہ کا یہ رنگ دیکھ کر دونوں بزرگوار کے رخسار زعفران زار بنے ہوئے تھے۔

آخر دیوبندی مناظر نے اہل سنت کو جواب دینے کی بجائے الٹا اپنے ہی اراکین پر برس پڑے کہ انہوں نے ایک غیر مقلد کو کیوں ترجمان بنایا، غصے کی شدت سے دیوبندی مناظر اسٹیج سے اتر گئے، چنانچہ اس کو اس طرح بغیر جواب دیئے فرار ہوتے دیکھ کر علماء اہل سنت نے اپنی فتح وظفر کا نعرہ تکبیر ورسالت بلند کیا اور پورا مجمع اللہ اکبر کی لاہوتی صدا سے گونج اٹھا لہٰذا مناظرہ گاہ جشن فتح میں بدل گیا اور اسی اسٹیج پر وہ ساعت سعید بھی آئی جب حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اہل سنت کی فتح کا سہرا آپ کے سر باندھ کر "شیر بنگال" کا دل نواز لقب عنایت فرمایا، آپ تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ عطائے لقب کے بعد میری آواز میں واقعی شیر کی سی غراہٹ پیدا ہو گئی جو کہ آج

تک بڑھاپے میں بھی قائم ہے، لہٰذا میں اسے حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی کرامت تصور کرتا ہوں۔

چنانچہ اس لقب کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر شہرت عطا فرمائی کہ آپ اپنے نام کی بجائے اسی لقب سے پہچانے گئے۔ مغربی بنگال کے ضلع مالدہ میں جب سے مسلمان آباد ہوئے اس وقت سے ان کا مسلک اہل سنت و جماعت ہی تھا، لیکن مولوی محمد عابد حسین چنڈیپوری نے پہلی بار وہابیت کو راہ دی اور دوغلی پالیسی اختیار کر کے جادہ مستقیم پر قائم سادہ لوح سنیوں کو اپنے دام فریب میں پھانستا رہا، اور اپنے فرزندوں و شاگردوں کو دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور اور ندوہ میں حصول علم کے لئے بھیج کر دیوبندیت کو فروغ دیا۔

چنانچہ ان کے پیدا کردہ وہابیائی فکر و خیال کی استیصال و سرکوبی میں حضرت شیر بنگال قدس سرہ نے مجاہدانہ سرگرمی دکھلائی، آشاپور ہو یا اربڑا، کلیاچوک ہو یا رحمت چانچل، دیوبندیوں سے مباحثہ و مناظرے کیے، اور الحمد للہ ہر میدان مناظرہ میں ابوالفتح ہوئے بلکہ ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ ایک دیوبندی مولوی نے دوران تقریر بڑے کروفر سے علماء اہل سنت کو مناظرہ کا چیلنج دیا تو آپ سن کر خاموش بیٹھے نہیں رہے، دینی حمیت کے پیش نظر شیرانہ دلی سے خود ان کے اسٹیج پر جا کر بروقت مناظرہ کرنے کو تیار ہوئے، لیکن آپ کی خداداد ہمت کو دیکھ کر ہی مدعی مناظرہ کا سارا نشہ ہرن ہوگیا۔

مدرسہ ضیاء العلوم کا قیام:۔ تقریباً ۱۹۵۹ء میں آپ نے پہلا مناظرہ تپن تھانہ دیناجپور میں کیا تھا جس میں کامیابی نے جھوم کر قدم چوما تھا، بعدازیں ایک نیک خیال آیا کہ باطل پر حق کی بالادستی کی ایک واضح نشانی اس مقام پر قائم کر دی جائے، اس وقت یہاں پر دینی مدارس کا فقدان تھا، آپ نے اس خلاء کو پر کرنے کے لئے ایک مدرسہ کے قیام کی تحریک چلائی، مقامی لوگوں نے اپنے اس فاتح نوجوان مناظر کا ساتھ دامے، درمے، قدمے و سخنے دیا، ایک زمین دار نے بخوشی ایک قطعہ زمین مدرسہ کے نام وقف کردی، چنانچہ آپ نے وہاں پر، مدرسہ ضیاء العلوم، کا قیام عمل میں لایا، اور خود اپنی مسند درس و تدریس باس بتی کی چھپٹر کے زیر سایہ بچھادی دی، آج ترقی کر کے اس نے ایک منزلہ پختہ عمارت قائم کر لی ہے اور قومی و دینی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہے (تعلیمی تفصیل معلوم نہ ہوسکی)۔

درس و تدریس کا سفر:۔ حضرت شیر بنگال قدس سرہ نے درس و تدریس کا آغاز سرزمین دیناجپور کی ایک بستی ''دندون'' سے کی، یہاں پر دو سال رہے، پھر تپن تھانہ میں اپنے قائم کردہ مدرسہ کی باغبانی آٹھ سال تک فرمائی، بعدازاں قانونی طور پر بعہدۂ صدارت آپ کی تقرری ملک پارہ ہائی مدرسہ میں ہوگئی، اس وقت مدرسہ فوقانیہ کی اہمیت تھی، لہٰذا آپ نے ضیاء العلوم کو معتبر مقامی حضرات کے حوالے کر کے سرکاری ملازمت پر آگئے، یہاں پر ۳۵ / برس تک تعلیمی خدمات انجام دیں اور جب یہاں سے سبکدوش ہوئے تو اہالیان گوڑھنڈ کی نہایت التجا و اصرار پر اپنی عمر عزیز کے آخری ڈھائی برس جامعہ کلیمیہ مسرور العلوم کو دیئے، یہی آپ کا مختصر سفرنامہ ہے، لیکن اس مدت مدید میں کس قدر علم و فن کے متلاشیوں نے اپنی اپنی علمی تشنگی بجھائی، یہ بتانا نہایت مشکل ہے، البتہ چند معروف تلامذہ جو خدمت دین و ملت میں مصروف ہیں ان کے اسماء گرامی لکھے جاتے ہیں۔''

چند معروف تلامذہ:۔ حضرت علامہ مولانا محمد سعید الرحمٰن رضوی رحمت پور تھانہ چانچل ۱۹۹۵ء مظہر اسلام بریلی شریف سے فارغ ہوئے، نہایت وسیع المطالعہ، علم پرور اور علم دوست ہیں، احقر کی نظر میں پورے مالدہ ضلع میں لڑھکتی اور محو ہوتی فارسی زبان و ادب کے آپ تنہا وارث و امین ہیں، فراغت کے بعد سیدھے گوڑھنڈ تھانہ چانچل میں تشریف لائے، اور جب سے اب تک جامعہ کلیمیہ کے عہدہ صدارت پر فائز اور جامع مسجد کے خطیب و امام ہیں،

(۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم رضوی رحمت پور، سابق صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ بانی مدرسہ کنوالبرج۔

(۳) حضرت مولانا راج محمد صاحب گورکھپور چانچل، مدرس مدرسہ اسلامیہ بانی مدرسہ کنوابرج۔

(۴) حضرت مولانا محمد جمال الدین رضوی باسلہ ہاٹ سابق صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ نظامیہ کنوا۔

(۵) حضرت مولانا محمد سلیمان رضوی سابق صدر مدرس دارالعلوم

نصیریہ بہور حسین پور۔

(۶) حضرت مولانا محمد نورالاسلام رضوی کھریال دیوی گنج مدرس مدرسہ نہالپور چانچل

(۷) احقر راقم الحروف جگناتھ پور کٹیہار بہار جامعہ انوارالحق حیدرآباد۔

قلمی خدمات:۔

آپ نے کوئی کتاب تصنیف فرمائی یا نہیں، وثوق سے نہیں کہا جاسکتا، لیکن ان کے گھر میں ذخیرہ کتب کی تلاشی لینے سے امید ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہاتھ آئے گا، البتہ آپ نے قلمی خدمات انجام دی ہیں، مادر علمی مدرسہ انواریہ اشرفیہ میں افتاء نویسی کی خدمت آپ ہی کے سپرد تھی، تقریباً ۳۵ ربرس تک اس کار خیر کو فی سبیل اللہ انجام دیئے، لیکن ان فتاویٰ کی حفاظت و صیانت کا التزام نہیں کیا گیا تھا اسلئے سب ضائع ہوگئے، عموماً اس علاقے کے مدارس میں ابھی تک ریکارڈوں کو محفوظ کرنے کی روایت قائم نہیں ہوئی ہے، نہ جانے یہاں کے علماء کب بیدار ہوں گے، لہٰذا اگر اس مدت میں آپ کے سیال رقم قلم سے نکلے ہوئے، فتاویٰ کو محفوظ کرلیا گیا ہوتا تو یقیناً قوم وملت کو گرانقدر مسائل کا ذخیرہ ہاتھ آتا۔

بیعت و خلافت:۔

حضرت شیر بنگال قدس سرہ کو بیعت وارادت کا شرف حضور مفتی عالم اسلام حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے حاصل تھا، آپ کو خلافت سے نوازنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو آپ نے معذرت کرلی تاہم دست بدست بیعت خاص سے مشرف تھے، اور نوری کی بجائے انواری لکھنے کی اجازت حاصل تھی، اس بات کے پیچھے عشق رسول ﷺ حب مرشد اور مادر علمی کی عقیدت اور احسان مندی و وفاکشی کا جذبہ موجزن تھا، جس کا اظہار آپ نے بارہا فرمایا تھا۔

تقویٰ و پرہیز گاری!

حضرت شیر بنگال قدس سرہ محض عالم نہ تھے بلکہ باعمل عالم شب بیدار زاہد تھے تصوف وسلوک کے رمز شناس اور بحر شریعت وطریقت کے شناور اور غواص تھے، تقویٰ وپرہیزگاری کا اعلیٰ مقام استقامت علی الدین اور ثبات علی السنہ حاصل تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے احکام شریعت کی ادائیگی میں حتیٰ الامکان کوئی کمی نہیں کی، فتویٰ اور تقویٰ کے خلاف کوئی کام نہیں کیا، کبائر وفواحش سے بچتے رہے، عبادت وریاضت کو حرز جان بنائے رکھا۔ حضرت مولانا محمد سعیدالرحمٰن رضوی کا بیان ہے کہ آخری عمر کے ڈھائی سال ہم نے نہایت قریب سے دیکھے، بے ارادہ پیشاب نکلنے کا عارضہ لاحق تھا، لیکن ادائے نماز باجماعت، شب بیداری وتہجد گزاری، سنن ونوافل اوراوراد ووظائف کے معمولات میں فرق آنے نہیں دیا۔

عشق رسول ﷺ کی ایک جھلک:۔

حضرت شیر بنگال رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک سچے عاشق رسول تھے، یوں تو آپ کی بہت ساری باتیں یاد ہیں۔ یہاں پر اختصار کے مدنظر صرف یہ عرض ہے کہ یہ عشق رسول ﷺ کی جلوہ سامان تھی کہ آپ نے کبھی کسی گستاخ رسول وہابی ودیوبندی کو پاس بھٹکنے نہیں دیا، اور نہ ہی صلح کل سے کبھی مداہنت کی، لہٰذا عشق رسول ﷺ کا لاواجب شعلہ ور وہتا تو دل کی تسکین کے لئے نعت نبی لکھ کر گنگناتے، اوران کو جلوت وخلوت میں پڑھتے رہتے، چونکہ آپ ایک پاکیزہ فکر وخیال کے قادرالکلام شاعر تھے، تخلص "خطیب" تھا۔

وفات:۔

آخرش دست اجل کی چیرہ دستی سے آپ 17 فروری بروز منگل 2006ء کو کلمۂ طیب پڑھتے ہوئے خالق حقیقی سے جاملے، جنازے میں علماء وعوام کا ایک اژدحام تھا، نماز جنازہ وصیت کے مطابق آپ کے دست وبازو استاذالعلماء حضرت علامہ مولانا محمد مزمل حسین اشرفی نوراللہ مرقدہ نے پڑھائی، بعد ازاں چشم پرنم کے ساتھ جسد خاکی کو "گورکھپور" کی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆